



بینک دولت پاکستان

زری پالیسی سے متعلق فیصلہ

26 مارچ 2011ء

بیرونی جاری کھاتے میں حالیہ بہتری، اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض کے قابو میں رہنے اور مالی منڈیوں کے استحکام کے باوجود ساختی مالیاتی کمزوریوں سے نمٹنے اور گرانہ کو کم کرنے پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیے تاکہ مالی سال 12ء میں پائیدار معاشی بحالی کے لیے مناسب پلیٹ فارم مہیا کیا جاسکے۔ اگرچہ مالی سال 11ء میں مالیاتی خسارے کو محدود میں رکھنے کے لیے بعض اقدامات کیے گئے ہیں اور گرانہ کسی قدر کم ہو گئی ہے تاہم ان ابتدائی کوششوں کو مستحکم کرنے کے لیے مزید کام کرنے کی ضرورت ہے جس کے لیے جامع ٹیکس اصلاحات، زراعت کو شفاف انداز میں معقول سطح پر لانے اور انتظام قرضہ کی مستقبل بین حکمت عملی تشکیل دینے کے حوالے سے پیش رفت کو قائم رکھنا ہوگا۔ اس مقصد کے لیے تمام سیاسی مکاتب فکر اور دیگر ریاستی اور سوسائٹی کے اداروں کا تعاون درکار ہوگا تاکہ ان اصلاحات کا آسانی نفاذ کیا جاسکے۔ ان اقدامات سے بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی سطح قابو میں رہے گی، نجی شعبے کے لیے گنجائش پیدا ہوگی اور ان کی قرض گیری کی لاگت گھٹے گی۔ اس طرح معیشت کی پیداواری استعداد کا صحیح استعمال ہوگا اور اس میں توسیع ہو سکے گی۔ ان اصلاحات کا آغاز بہت ضروری ہو گیا ہے کیونکہ نجی اور سرکاری شعبے کی سرمایہ کاری کم ہو رہی ہے جبکہ مجموعی قرضہ تیزی سے بڑھ رہا ہے اور بلند گرانہ کی توقعات قومی سے قوی تر ہوتی جا رہی ہیں۔

سال بسال گرانہ دسمبر 2010ء میں 15.5 فیصد سے کم ہو کر فروری 2011ء میں 12.9 فیصد ہو گئی ہے۔ یہ کمی تین عوامل سے منسوب کی جاسکتی ہے: اول، غذائی نرخوں پر سیلاب کے اثرات کا بتدریج زائل ہونا۔ دوم، تیل کی بلند بین الاقوامی قیمتوں کا ملکی منڈی کو پورے طور پر منتقل نہ ہونا اور بجلی کے نرخوں کا اس شعبے میں زراعت کے متوقع حجم کے مقابلے میں کم بڑھنا۔ سوم، اسٹیٹ بینک سے حکومت کی قرض گیری کے اسٹاک میں کمی اور اس کے بعد اس کا لگ بھگ 1290 ارب روپے (نقد کی بنیاد پر) تک محدود رہنا۔ گرانہ کا آئندہ راستہ آخری دو عوامل کے لحاظ سے طے کیے جانے والے پالیسی موقف پر منحصر ہوگا۔ علاوہ ازیں جنرل سبزنٹیکس سے حالیہ استثنا گرانہ کے آئندہ امکانات پر اثر ڈال سکتا ہے۔

اسٹیٹ بینک کو اعتماد ہے کہ حکومت اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کی باہمی طور پر طے شدہ حدود کی پابندی کرے گی اور گرانہ کی بلند سطح کے پیش نظر ان حدود کو مزید کم کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس سے اسٹیٹ بینک کو موقع ملے گا کہ وہ زری توسیع کو پیداواری معاشی سرگرمیوں کی سطح کے مطابق لاسکے اور اس کی ہیئت ترکیبی خالص بیرونی اثاثوں کے حق میں بہتر بنا سکے۔ 12 مارچ 2011ء تک زری بنیاد میں سال بسال 15.9 فیصد تھی جو جنوری 2011ء میں زری پالیسی سے متعلق پچھلے فیصلے کے وقت کی شرح نمو سے تھوڑی سی کم تھی۔ زری بنیاد میں اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں کا حصہ بڑھ کر 27.5 فیصد ہو گیا ہے جبکہ مالی سال 11ء کے آغاز میں 22.5 فیصد تھا۔ ان مثبت رجحانات کے جاری رہنے سے اگلے مالی سال میں گرانہ پر مفید اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

تاہم قلیل مدتی سرکاری قرضوں میں اضافے اور نجی شعبے کے لیے بینکوں کے قرضوں کی بلند نرخوں پر دستیابی میں کمی سے گرانہ کو روکنے اور معاشی نمو کو ترویج دینے کے حوالے سے زری انتظام کے لیے مشکلات پیدا ہوئی ہیں۔ دسمبر 2010ء کے آخر تک حکومت کے مجموعی قرضے میں سال بسال 14.8 فیصد تھی اور 45 فیصد ٹیکس محاصل سودی ادائیگیوں میں جا رہے تھے۔ دوسری جانب نجی شعبے کے قرضے میں سال بسال 12 مارچ 2011ء تک صرف 5 فیصد تھی۔ جب تک نجی شعبے کی سرمایہ کاری اور اس کے نتیجے میں معاشی نمو میں اس کا حصہ نہیں بڑھے گا تب تک معیشت کے لیے دشوار ہوگا کہ مستقبل میں قرضے چکانے کے لیے کافی محاصل پیدا کر سکے، خصوصاً اس لیے کہ تناسبات تجارت ان شعبوں کے حق میں منتقل ہو رہے ہیں جو ٹیکس محاصل میں بہت کم حصہ ڈالتے ہیں۔

حال ہی میں بعض ٹیکس اقدامات کا اعلان کیا گیا جن سے مالی سال 11ء کے بقیہ مہینوں کے دوران تقریباً 53 ارب روپے آنے کی توقع ہے اور ساتھ ہی ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی اور زراعت کی بعض ادائیگیاں ملتوی کرنے کا منصوبہ ہے۔ اس سے مالی سال 11ء کے لیے کسی حد تک مالیاتی خسارہ کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ تاخیر سے اعلان اور بعض اقدامات کی عارضی نوعیت کے پیش نظر مالیاتی صورتحال میں بہتری کے لیے ضروری ہوگا کہ آنے والے بجٹ میں ان کاوشوں کو مستحکم کیا جائے۔ اس طرح مالیاتی صورتحال کو پائیدار



بینک دولت پاکستان

بنیاد پر مضبوط بنانے کے لیے ایک معتبر وسط مدتی میزانیہ فریم ورک اور مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ (2005ء) کے اصولوں پر کاربند رہنے کی از سر نو ایسی کوششوں کی ضرورت ہے کہ محاصل کا خسارہ کم ہو سکے۔

جہاں تک مالکاری کا تعلق ہے، مالی سال 11ء کی پہلی ششماہی کے دوران بجٹ کی مالکاری کے لیے بیرونی ذرائع سے صرف 48 ارب روپے حاصل ہوئے تھے جبکہ سال کا بجٹ تخمینہ 230 ارب روپے تھا۔ اگر یہ بیرونی رقم بروقت نہ مل سکیں تو بینکاری نظام سے مزید حکومتی قرض گیری کا خطرہ ہے جس سے سیالیت کا انتظام مزید مشکل ہو جائے گا۔ حکومت پہلے ہی خاصی رقم لے چکی ہے۔ یکم جولائی سے 12 مارچ مالی سال 11ء کے دوران مختلف وثیقہ جات کے ذریعے 329 ارب روپے لیے گئے ہیں جن میں سہ ماہی ٹریژری بلز کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ مالی سال 11ء کی چوتھی سہ ماہی کے لیے اضافی ضروریات اور ایسے منصوبہ قرض کا اعلان ابھی تک سامنے نہیں آیا جس میں طویل مدتی قرضہ جات پر توجہ مرکوز کی جائے۔

عالمی معاشی ماحول میں بھی غیر یقینی کیفیت بڑھتی جا رہی ہے۔ مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں عوامی شورشوں اور جاپانی معیشت کو زلزلے اور سونامی سے بچنے والے عدیم العظیم نقصان نے ایک بار پھر عالمی معیشت کو، جو ابھی تک ترقی یافتہ ممالک کے مالی و اقتصادی بحران سے سنبھل نہیں پائی تھی، ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ان غیر یقینی حالات کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ اجناس خصوصاً تیل کی عالمی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ ابھی تک تناسبات تجارت کا دھچکا پاکستانی معیشت کے لیے سازگار رہا ہے۔ جولائی تا فروری مالی سال 11ء کے دوران پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے میں برآمدی آمدنی کے 90 فیصد سے زائد اضافے کا سبب پاکستانی برآمدات کی بلند عالمی قیمتیں تھیں۔ بلند درآمدی قیمتوں (خصوصاً تیل کی قیمت) کا درآمدی بل پر اثر قدرے کم رہا ہے لیکن خاصا ہے اور بڑھ رہا ہے۔

مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں گڑبڑ سے پاکستان کو ترسیلات کا بہاؤ بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ تاہم اگر یہ فرض کیا جائے کہ ترسیلات مالی سال 11ء کے بقیہ مہینوں میں بھی اسی تواتر سے آتی رہیں تو بیرونی جاری حسابات کے توازن کو کوئی فوری خطرہ نہ ہوگا۔ دوسری جانب جولائی تا فروری مالی سال 11ء کے دوران مالی کھاتے میں آنے والی رقم جیسے بیرونی براہ راست اور جزدانی سرمایہ کاریاں خاصی کم رہی ہیں۔ ان کی سطح پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے میں تقریباً آدھی رہی جو تاریخی سطح کے لحاظ سے بھی کم ہے۔ ادائیگیوں کے توازن کی مجموعی صورتحال فی الحال مستحکم معلوم ہوتی ہے کیونکہ زرمبادلہ کے ذخائر بتدریج بڑھ رہے ہیں اور بازار مبادلہ مستحکم ہے۔ تاہم بیرونی ذرائع سے رقم کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت کے پیش نظر آنے والے مہینوں میں بیرونی شعبے میں ہونے والی تبدیلیوں پر کڑی نگاہ رکھنی ہوگی۔

الختصر بیرونی جاری حسابات کی سازگار صورتحال اور اسٹیٹ بینک سے قدرے منفی حکومتی قرض گیری کے پیش نظر معلوم ہوتا ہے کہ معاشی استحکام کو درپیش فوری خطرات کم از کم اگلے دو ماہ تک کے لیے گھٹ گئے ہیں۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ میں کوئی تبدیلی نہ کرنے اور 14 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاہم مطمئن رہنے کی گنجائش نہیں کیونکہ اگر ساختی کمزوریوں سے نمٹنے کے لیے با مقصد معاشی اصلاحات شروع نہ کی گئیں تو معیشت کو درپیش خطرات بڑھ سکتے ہیں۔ گرانی میں استقامت ابھی تک زیادہ ہے جس کا تعین زیادہ تر گرانی کی ماضی کی سطح اور معاشی عالمین کی اس سوچ سے ہوتا ہے کہ گرانی کو قابو کرنے اور طویل مدتی پائیدار معاشی نمو کو ترویج دینے کے بارے میں زری اور مالیاتی پالیسیاں کی سادہ اور سمت کیا ہے۔ اس حوالے سے اگرچہ اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری اور اواخر ستمبر 2010ء کی سطح تک محدود رکھی گئی ہے تاہم سرکاری شعبے کی قرض گیری ابھی تک بہت زیادہ ہے اور نجی شعبے کی کم ہے۔ مزید یہ کہ مالیاتی حکام کی مالکاری کی ضروریات، اجناس کی خریداری کے لیے میزانیہ نیز غیر میزانیہ قرض گیری اور گردش قرضے سے متعلق مسائل کے پیش نظر اس قسم کی قرض گیری میں کمی کا امکان کم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگلے مالی سال کے دوران معاشی استحکام کو درپیش خطرات بڑھ سکتے ہیں۔ یہ ساختی اصلاحات شروع کرنے کے لیے بہت اچھا وقت ہے کیونکہ ابھی مالی منڈیوں میں استحکام ہے۔ نہ صرف پیداواری سرگرمیاں بڑھانے کی خاطر توانائی کے بحران پر قابو کرنے کے لیے ہنگامی اقدامات درکار ہیں بلکہ مالیاتی صورتحال میں بھی خاصی مضبوطی لانا ضروری ہے تاکہ قرضے کی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں سے نمٹا جاسکے اور بینکاری نظام پر قرض گیری کا دباؤ کم ہو سکے۔

☆☆